رکھتے ہیں اور گرانبار، پیچیدہ مسائل حل کرنے کی صلاحیت ان میں اوروں سے کم نہیں ہوتی۔

یہاں برسبیل تذکرہ ایک ذاتی مسئلہ کا ذکر مناسب ہے کہ برّی راستہ کے امراء قافلہ کی ضمن میں جب میرا نام بھی اخبارات میں آیا تو بہت سے احباب نے مبارکباد کے خطوط لکھے اور بہت سے اب اس سفر کے مشاہدات و تاثرات قلمبند کرنے کا تقاضا کر رہے ہیں تو ان کی آگاہی کے لئے عرض ہے کہ کچھ تو اپنے اندر قافلہ کی امارت کی گرانبار ذمہ داریاں سنبھالنے کی اہلیت نہیں پاتا تھا۔ اور کچھ مشاغل اور عوارض سدّراہ بنے کہ میں اس سہولت سے فائدہ نہ اٹھا سکا اور حج پر نہ جا سکا، ورنہ قارئین کی تعمیلِ حکم اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

★

ہم نے پچھلے اداریہ میں چند ایسی ضروری باتوں کی نشاندہی کی تھی جن کا لحاظ کسی اسلامی مملکت کے دستور میں ہر طرح ضروری ہے۔ اب جبکہ دستور کا مسودہ بل کی صورت میں سامنے آگیا ہے اور ۱۷ر فروری سے اسمبلی میں اس پر مفصل بحث و تمحیص ہونے والی ہے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس مسوّدہ کی "اسلامی حیثیت" پر مفتی محمود صاحب کی اس تقریر کا کچھ حصہ پیش کر دیں جو ریڈیو اور ٹی وی پر نشر ہوئی، کیونکہ مسوّدہ کی اسلامی حیثیت پر حضرت مفتی صاحب کی اس تنقید سے ہمیں کلاً اتفاق ہے؛

سمجھوتہ کی اسلامی دفعات کی دفعہ اکتالیس میں یہ بات واضح طور پر تسلیم کی گئی ہے کہ کوئی قانون بھی قرآن اور سنت میں مذکورہ احکامات کے خلاف نہیں بنایا جائے گا۔ موجودہ قانون کو ان احکامات کے مطابق ڈھالا جائے گا۔ دفعہ بیالیس میں ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل اس طرح تشکیل دی جائے گی کہ اسلام کے احکامات پر مثبت عمل درآمد کے لئے راہ ہموار کرے، لیکن مسوّدہ دستور میں بنیادی حقوق کی ضمنی دفعہ انیس ۱۹ میں ہر شہری کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ کوئی بھی مذہب اختیار کر سکتا ہے۔ اس طرح مذہبی آزادی کے خوشنما عنوان سے مسلمانوں کو مرتد ہونے کا بنیادی حق دیا گیا جو صریحاً اسلامی اصول سے انحراف ہے۔ دوسرا یہ ہوا کہ اسلامی کونسل کو غیر مؤثر بنا کر سمجھوتہ کی روح کو کچل دیا گیا ہے، جبکہ مسوّدہ آئین میں طے کر لیا گیا ہے کہ جب تک پارلیمنٹ کا کوئی ایوان یا صوبائی اسمبلی کی اکثریت کی رائے سے کوئی قرارداد منظور نہ کر لی جائے۔ اسلامی کونسل کی طرف رجوع نہیں کیا جائے گا۔ ہماری رائے میں متعلقہ قانون ساز ادارے کے ہر رکن کو یا کم از کم اسمبلی کے مقرّر کردہ کورم کی تعداد کے برابر ممبرز کو بھی حق ملنا چاہئے کہ وہ کسی بھی مجوزہ قانون کو اگر محسوس کریں کہ یہ غیر اسلامی ہے تو اسلامی کونسل کے پاس بھیج سکیں۔

موجودہ مسودہ دستور میں تجویز کردہ طریق کار درحقیقت اسلامی کونسل کے مشوروں سے انحراف

کے مترادف ہے۔ نیز اگر ایک سوال اسلامی کونسل کو بھیج دیا جاتا ہے تو اس وقت تک اس سوال سے متعلق قانون سازی ملتوی ہونی چاہئے، جب تک کہ متعلقہ مقننہ کو مشورہ فراہم نہیں کیا جاتا، لیکن مجوزہ دستور میں مقننہ کو اس بات کا پابند نہ کرنا درحقیقت اسلامی کونسل کی حیثیت کو بے اثر بنانے کی ایک کوشش ہے۔ اس طرح اسلامی کونسل کا مشورہ حاصل ہونے کے بعد مقننہ کو اس مشورہ کا پابند ہرگز نہیں بنایا گیا بلکہ مقننہ اس مشورہ کو بلا روک ٹوک آزادی سے مسترد کر سکتی ہے۔

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا اس طریقۂ کار سے اس ملک میں اسلامی قانون سازی کی ضمانت دستور مہیا کر سکتا ہے۔؟ اور کیا یہ سمجھوتہ میں اسلامی قانون سازی حق کو تسلیم کرنے والی شق کی صریحاً خلاف ورزی نہیں ہے۔؟ نمبر تین یہ کہ کتاب وسنت کی قانون سازی کو دوسرے بنیادی حقوق کا مقام مسودہ میں نہیں دیا گیا۔ کسی بھی غیر اسلامی قانون کو عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ اگر تمام بنیادی حقوق کو عدلیہ کے پاس چیلنج کیا جا سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اسلامی اصول کے منافی قانون کو جو صرف فرد واحد بلکہ ملک کے کروڑوں مسلمانوں کی حق تلفی ہے، کو عدالت میں چیلنج کرنے سے روک دیا گیا۔ مزید برآں یہ کہ رسوائے زمانہ مسلم فیملی لاز کو جو تمام اسلامی مکاتب فکر کے نزدیک غیر اسلامی ہیں کو دستوری تحفظ دیا گیا۔ کیا یہ بھی خلاف ورزی نہیں ہے۔؟

اس پر مستزاد یہ کہ ججز حتیٰ کہ پاکستان کے چیف جسٹس کو بھی مسلمان ہونے کی شرط سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ ہم نے آئینی کمیٹی میں ججوں کے لئے مسلمان کی شرط کی ترمیم پیش کی تھی جس پر ہمارا اختلافی نوٹ بھی موجود ہے تو کیا اسلامی قانون کی قوتِ نافذہ کو غیر مسلم کے ہاتھ میں دینے کی صورت میں اسلامی قوانین کے تحفظ کی ضمانت مل سکتی ہے؟ اس کے علاوہ سمجھوتے میں اسلامی دفعات کی دفعہ چار میں اسلام کو پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا ہے، تو اب اس کے کچھ تقاضے ہیں۔ گویا اس کے معنی یہ ہیں کہ پاکستان کو ایک نظریاتی مملکت قرار دے دیا گیا۔ اور ایک نظریاتی مملکت میں سب سے اہم بات یہ ہوتی ہے کہ اس ملک کی کلیدی اسامیوں پر ایسے لوگ تعینات نہیں کئے جا سکتے جو سرے سے اس نظریئے پر ایمان بھی نہیں رکھتے۔

آپ کسی کمیونسٹ ملک میں ایسی مثال نہیں دے سکتے کہ اس میں کسی بھی اہم کلیدی اسامی پر کمیونزم پر یقین نہ رکھنے والا شخص فائز ہوا ہو۔ اور نہ ہی کیپٹلسٹ ممالک میں ایسی کوئی نظیر ملتی ہے۔ لیکن ہم نے جب آئینی کمیٹی میں اس شق کے تحت تجویز پیش کی کہ تینوں افواج کے سربراہوں کے لئے بھی مسلمان ہونے کی شرط لگائی جائے تو اس سے بھی انکار کر دیا گیا ——— تقریر کے بعد انٹرویو نگار

نے مفتی صاحب سے دریافت کیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کو کیا آپ قوم کے منتخب نمائندوں کے ادارے اسمبلی پر بھی ایسے بالادستی دینے کے حق میں ہیں۔ ؟ تو مفتی صاحب نے جواب دیا کہ: دیکھئے، اس میں، ایک اصولی بات عرض کر دوں، وہ یہ کہ بنیادی حقوق کی دفعات - اس میں ہر ایک شخص کو بنیادی حق میں، کورٹ میں، عدالت میں جانے کا حق دیا گیا ہے، تو اگر اسمبلی کوئی قانون پاس کر دے جس سے کسی بنیادی حق پر ضرب آتی ہو اور اس کے لئے کوئی شخص کورٹ میں چیلنج کر دے اور کورٹ یا عدالت عالیہ فیصلہ دے دے کہ یہ بنیادی حقوق سے متصادم قانون ہے تو وہ کالعدم ہو جاتا ہے، اب میں کہتا ہوں کہ کیا آپ ایک جج کو ایک سرکاری ملازم کو تو یہ حق دیتے ہیں کہ وہ منتخب عوامی اسمبلی کے فیصلے کو کالعدم قرار دیدے۔ تو ایک اسلامی کونسل جو ہے اس کو بھی یہ حق ملنا چاہئے کہ وہ فیصلہ دے دے کہ یہ بات اسلام کے خلاف ہے تو وہ قانون کالعدم ہو جائے۔

انٹرویو نگار :۔۔۔۔ میں ایک اور بات کا آپ سے جواب چاہوں گا، ایک تو یہ ہے کہ صاحب ان قوانین کو اسلامی قوانین کے سلسلے میں عدالتی چارہ جوئی کا حق دیا جائے۔

مفتی محمود :۔۔۔۔ جی ہاں، جی ہاں،

انٹرویو نگار :۔۔۔۔ آپ نے ابھی اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ اسمبلی کو۔ قومی اسمبلی کو اسلامی نظریات کی کونسل کے مشوروں کا سفارش کا پابند نہیں بنایا گیا۔ پابند بناتے ہیں تو پھر دوسری بات ہو جاتی ہے۔ میں اس کی وضاحت چاہوں گا۔ ؟

مفتی محمود :۔۔۔۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ اسلامی مشورہ آجائے تو پھر اسمبلی کو اس کے خلاف قانون بنانے کا حق نہیں ہونا چاہئے۔

انٹرویو نگار :۔۔۔۔ نہیں ہونا چاہئے ؟ تو صاحب، میں تو یہ ماننے کو تیار نہیں ہوں کہ جس اسمبلی میں آپ جیسے بزرگ زعما تشریف رکھتے ہوں وہ کوئی اسلامی قوانین ۔۔۔۔ قرآن وسنت کی تعلیم کے منافی کوئی قانون بنائے۔ ؟

مفتی محمود :۔۔۔۔ اور میں یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ جہاں مجھ جیسے لوگ اور دوسرے لوگ بیٹھے رہیں وہاں بنیادی حق کے خلاف قانون کیسے پاس ہو سکے گا تو بنیادی حق میں اب کورٹ کا فیصلہ جو ہے قانون کالعدم قرار دیتا ہے اسمبلی کی بالادستی ختم ہو جاتی ہے۔

انٹرویو نگار :۔۔۔۔ یہ تو بہرحال، مجھے یقین ہے کہ کوئی ایسا قانون پاس نہیں ہو سکتا۔۔۔ ؟

مفتی محمود :۔۔۔۔ تو وہاں کیوں ہے کورٹ کر سکتا ہے جو اصول وہاں ہے وہ اصول اسلام

کے بارے میں بھی ہونا چاہیئے۔

انٹرویو نگار :۔۔۔۔۔ اس لئے کہ بنیادی حقوق کے سلسلے میں کوئی طریق کار وضع نہیں کیا گیا۔ اس میں اسلامی نظریات کی کونسل جیسا کوئی ادارہ نہیں بنایا گیا اور اس لئے وہاں عدالت کو یہ حق دیا گیا لیکن جب یہاں اسلامی نظریات کی کونسل موجود ہے جس میں ہائی کورٹ کے جج صاحبان بھی ہونگے، علماء بھی ہونگے، تمام مکاتب فکر کے علماء ہونگے انتظامی اور اقتصادی ماہرین بھی ہوں گے تو اسکے مشورے کے بعد ظاہر ہے کہ ایک ایسی قومی اسمبلی جو مسلمانوں ہی کی اسمبلی ہے اور جس میں علمائے دین بھی موجود ہیں ان کی بھی نمائندگی ہے اس سے توقع نہیں کی جاسکتی کہ صاحب وہ کوئی قانون پھر قرآن وسنت کے منافی بنائیے گی ۔۔۔۔ ؟

مفتی محمود :۔۔۔۔۔ اس سلسلے میں دیکھئے بات یہ ہے کہ اگر دستور میں کسی بھی قانون کے بارے میں ملک کے ہر شہری کو یہ حق دے دیا جائے کہ اگر وہ سمجھتا ہے کہ یہ غیر اسلامی ہے تو عدالت میں اس کو چیلنج کر سکے۔ اگر یہ حق دے دیا جائے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اسلامی کونسل کے مشورے کا پابند کرنا ضروری نہیں ہے۔ چونکہ وہ حق وہاں سے وصول کرلیں گے۔ کورٹ سے وصول کرلیں گے، لیکن اگر وہ بھی نہیں اور یہ بھی نہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طریقے سے اسلامی قانون کا تحفظ نہیں ہو سکے گا۔

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

سمیع الحق

فضلاء دارالعلوم حقانیہ

توجہ فرمائیے

دارالعلوم کے فضلاء کی تعداد بحمداللہ دو ہزار کے قریب ہے اور اکثر فضلاء ملک وبیرون ملک میں اہم دینی وعلمی خدمات انجام دے رہے ہیں اور بعض چاہتے ہیں کہ علمی ودینی خدمات کا موقعہ ملے۔ لیکن بسا اوقات ایسی خدمات کیلئے دارالعلوم میں طلبی کے خطوط آتے ہیں مگر فضلاء کا رابطہ نہیں ہوتا اس لئے ہم تعمیل سے قاصر رہ جاتے ہیں مزید براں اس وقت دارالعلوم حقانیہ کی پچیس سالہ تاریخ کی ترتیب وتدوین بھی زیر تجویز ہے جس میں تمام فضلاء کے موجودہ پتوں اور خدمات کا تذکرہ بھی زیر غور ہے، اسلئے اولین فرصت میں دفتر تنظیم فضلاء دارالعلوم کو تمام فضلاء حسب ذیل معلومات فراہم کریں۔ ۱۔ موجودہ پتہ۔ ۲۔ سابقہ پتہ جو دفتر میں درج تھا۔ ۳۔ فراغت کے بعد اب تک علمی خدمات از قسم تدریس تبلیغ، تصنیف، افتاء، خطابت، نظامت، اہتمام وغیرہ۔ ۴۔ اگر وہ ملازمت چاہتے ہیں تو کس قسم کی خدمات کی اور کس زبان میں۔ جواب جلد دیں۔

(دفتر تنظیم فضلاء دارالعلوم حقانیہ ۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک)